عیدین کے چند اعمال

اور ان کا شرعی حکم

مؤلفہ

مولانا ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
مہتمم مدرسہ نورِ محمّدی، ممبئی
مدیر ندائے محمّدی، ممبئی

visit us: www.afif.in

ناشر

مکتبہ دار الفلاح، ممبئی

عنوانات

☆ پیش لفظ...٣

☆ عیدین میں مصافحہ ومعانقہ.............................٥

☆ عیدین میں عورتوں کا مسجد میں جمع ہونا اور گلے ملنا......١٠

☆ عیدین پر مبارکباد کہنا.......................١٠

☆ عیدی کا لین دین..................١١

☆ عیدین میں کافر کو ہدیہ دینا......١٢

☆ عید کارڈ کا حکم...........١٢

پیش لفظ

الحمدللّٰہ و کفیٰ و سلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی، امابعد:

مسلمان ہونے کی علامت اور اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کا ہر ہر عمل اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے رسول ﷺ کی سنّت کے موافق ہو۔ جو انسان بھی اسلام کا کلمہ پڑھتا ہے اب اس کی غمی ہو یا خوشی، سب کچھ اسلامی شریعت کے موافق ہونا لازم اور ضروری ہے۔

یہ رسالہ ’’عیدین کے چند اعمال اور ان کا شرعی حکم‘‘ جو کہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس میں ہمارے معاشرے میں، عیدین کے موقع پر رواج پا گیے، چند ایسی باتوں کا ذکر اور ان کا شرعی حکم بیان کیا گیا ہے، جس سے عدم واقفیت کی بناء پر ہمارے بہت سے دینی بھائی افراط وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اسے امّت کی اصلاح کا اور مؤلف کے لیے دنیا و آخرت میں خیر و بھلائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(مولانا) ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ

(ڈائریکٹر) الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

۲۴/ رمضان المبارک ۱۴۳۵ھ الموافق ۲۳/ جولائی ۲۰۱۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیدین میں مصافحہ ومعانقہ

عیدین جیسے خوشی کے موقع جب مسلمان آپس میں ملتے ہیں، تو فرطِ محبت میں مصافحہ ومعانقہ کرتے ہیں، لیکن بعض حضرات اس مسئلہ میں بہت شدّت کا مظاہر کرتے نظر آتے ہیں، جو کہ اصلاً اسلامی شریعت کے مزاج کے موافق نہیں۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر مختلف اہل علم کی آراء بعینہ ذکر کر دی جائیں۔

حضرت مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مصافحہ فی نفسہ سنت ہے، مگر نماز عیدین کے خطبہ کے بعد کی تخصیص بے اصل اور بے دلیل ہے، فقہاء کرام اس رسم کو مکروہ و بدعت تحریر فرماتے ہیں۔ لہذا! رسمی مصافحہ سے اجتناب کریں، مگر ایسا طریقہ اختیار نہ کریں جس سے لوگوں میں غصہ اور نفرت پھیلے۔ نیز جب کوئی مسلمان بے موقع مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھائے تو اپنا ہاتھ کھینچ کر اسکا دل نہ دکھائیں اور بدگمانی کا سبب نہ بنیں اور آہستگی سے اسے سمجھائیں اور مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۰/ ۱۲۶، ترتیب صالح)

حضرت مفتی نظام الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مصافحہ اور معانقہ اول ملاقات میں مشروع ہوا ہے، لہذا عیدین کی نماز

کے بعد مصافحہ کرنا اس مشروعیت کے خلاف ہے۔

چناں چہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

و موضع المصافحة فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیه لا فی ادبار الصلاة فحیث وضعها الشرع یضعها فینهی عن ذلك و یؤجر فاعله لما اتی به من خلاف السنة۔ (۲۲۴/۵)

بلکہ بعض محققین نے فرمایا ہے کہ یہ طریقہ روافض کا ہے، اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ کما نقل فی تبیین المحارج عن الملتقط و لانها من سنن الروافض۔ (رد المحتار: ۲۴۴/۵) ۔ (نظام الفتاویٰ، حصہ دوم: ۱۲۹/۱ و کذا فی عزیز الفتاویٰ: ۱۴۷)

حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مصافحہ ومعانقہ تو ابتداءِ ملاقات کے وقت ہوا کرتا ہے، نمازِ عید کے بعد مسنون نہیں۔ بعض علماء نے اسے بدعتِ مباحہ کہا ہے اور بعض نے بدعتِ مکروہہ۔ بہرحال! اس کا ترک اولیٰ ہے۔

امام نوویؒ نے اپنی 'کتاب الأذکار' میں لکھا ہے:

مصافحہ ابتداءِ ملاقات کے وقت مستحب ہے الخ۔ ابن عینیہ نے جدائی کے بعد ملاقات کے وقت معانقہ کو جائز کہا ہے، لیکن عیدین میں اپنے ساتھیوں

سے معانقہ کی اجازت نہیں دی، اور مصافحہ شریعت میں اپنے مومن بھائی سے ملاقات کے وقت رکھا گیا ہے، لیکن نمازِ عید سے فراغت کے بعد جس مصافحہ کے لوگ عادی ہیں، اس کا مجھے (حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی علیہ الرحمہ) کو علم نہیں۔ البتہ شیخ ابوعبداللہ بن نعمان فرماتے ہیں کہ میں نے بہت بڑے بڑے علماء اور عالمِ باعمل حضرات کو نمازِ عید کے بعد باہم مصافحہ کرتے دیکھا ہے۔ پس اگر ان لوگوں کے پاس اس کی دلیل میں سلف کے اقوال ہوں، تو اس سے اچھی اور کیا بات ہوسکتی ہے؟ ورنہ اس کا ترک اولیٰ ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ عبد الحئی: ۹۸، بتصرف)

احسن الفتاویٰ (۱/ ۳۵۴-۳۵۳ بتصرفِ کثیر) سے ماخوذ چند سوالات اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ فرماتے چلیں:

سوال : عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا جیسا کہ آج کل مروج ہے، جائز ہے یا ناجائز؟ **طحطاوی** (ص: ۳۰۸، مصری) میں ذیل کی عبارت سے جواز معلوم ہوتا ہے و کذا تطلب المصافحة فهی سنة عقیب الصلوات کلها و عند کل لقی ۔

جواب: شامیہ میں بعض دیگر کتب سے بھی جواز نقل کرکے اس پر ردّ فرمایا ہے، جائز قرار دینے والوں کی دلیل یہ ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ بھی چوں کہ مطلق مسنون مصافحہ کے حکم میں داخل ہے، اس لیے جائز ہے، اگرچہ یہ خیرالقرون

میں خصوصیت سے ثابت نہیں۔ یہ استدلال بین البطلان ہے، کیوں کہ اوقات کی تخصیص دین میں زیادتی ہے۔ چناں چہ علامہ شامیؒ نے جواز کی عبارات نقل کر کے ان پر ردّ کیا ہے۔ الخ

سوال: اس میں ممانعت کس درجے کی ہے؟

جواب: یہ طریقہ اختیار کرنا بدعت اور مکروہ (تحریمی) ہے۔

سوال: یہ ممانعت صرف نماز ادا کرنے کے فوراً بعد کے لیے ہے، یا عید کا پورا دن اس میں داخل ہے؟

جواب: یہ ممانعت اصلاً فوراً نماز کے بعد کے لیے ہے۔ کیوں کہ یہ فعل شارع علیہ السلام سے ثابت نہیں۔

سوال: کیا اس میں معانقہ بھی شامل ہے؟

جواب: معانقہ بھی اس میں شامل ہے۔ یعنی نماز کے فوراً بعد معانقہ بھی جائز نہیں۔ ویسے عید یا کسی بھی دن عین ملاقات کے وقت مصافحہ و معانقہ درست ہے۔ وموضع المصافحة فی الشرع انما هی عندلقاء المسلم لأخيه لا فی ادبار الصلوات۔ (شامیة: ۵/ ۲۷۰) یہ بھی خیال کہ رہے بدعت یا کسی گناہ کا ارتکاب کسی مصلحت کے پیشِ نظر ہرگز جائز نہیں، البتہ دوسروں کو منع کرنا اس وقت ضروری ہے جب کہ اُس کے قبول کرنے کی امید ہو، ورنہ ایسے موقعوں پر نہی

عن المنکر کرنا ضروری نہیں۔ غرض یہ کہ خود نمازِ عید کے بعد کسی سے مصافحہ ومعانقہ نہ کرے، ہاں اگر کسی سے ملاقات ہی نماز کے بعد ہوئی ہو تو اس وقت اس سے مصافحہ ومعانقہ کرنا جائز ہے۔ مگر تشبہ بالبدعۃ اور اس کی تائید کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے اس سے بھی بچنا چاہیے۔

مفتی محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی صاحب نے اس موقع پر ایک معتدل بات تحریر فرمائی ہے:

فقہاء کی تصریحات اور نصوص کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ جہاں عیدین کی نماز کے بعد مصافحہ ومعانقہ رائج نہ ہو، وہاں اسے رائج نہ کیا جائے اور جہاں پہلے سے یہ رائج ہو، وہاں مسئلہ کی نوعیت بتا دی جائے تا کہ لوگ اس موقع سے واجب یا سنت نہ سمجھیں۔ لوگوں سے کہا جائے کہ مصافحہ ومعانقہ عام سنت ہے کہ جس طرح عام حالات میں مسلمان آپس میں ملتے وقت مصافحہ ومعانقہ کرتے ہیں، اسی طرح عیدین کی نماز کے بعد بھی اسی خیال سے ملیں اور جو حضرات مصافحہ و معانقہ نہ کریں، تو انھیں ملامت نہ کی جائے، اس لیے کہ وہ سنت کے تارک نہیں ہیں، جیسا کہ معلوم ہوا کہ عیدین کی نماز کے بعد خاص طور پر مصافحہ ومعانقہ کرنا مسنون نہیں ہے۔ عیدین کے دن خوشی ومسرت کے ہیں، ان میں لوگ آپس میں مل کر خوش وخرم ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کو عید کی مبارک بادی دیتے ہیں،

ایسے میں مصافحہ ومعانقہ سے روکے جانے میں فطری شادمانی کو ٹھیس پہنچنے کا اندیشہ ہے کہ ایک مسلمان بھائی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے اور دوسرا کھینچ لے۔ اس سے ہاتھ بڑھانے والے کی دل دل شکنی ہوتی ہے، اس لیے ایسے موقع پر عالم کو بھی چاہیے کہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دے۔ (رمضان کے شرعی احکام: ۴۵۵-۴۵۴ بتغیر)

عیدین میں عورتوں کا مسجد میں جمع ہونا اور گلے ملنا

کوئی خصوصیت سمجھ کر خاص عید کے دن عورتوں کا مسجد میں جمع ہو کر نماز پڑھنا، گلے ملنا وغیرہ خیر القرون میں کہیں ثابت نہیں، اس کو ضروری سمجھنا یا ضروری سمجھ کر اس طرح جمع ہونا بدعت ہوگا۔ (نظام الفتاویٰ، حصہ دوم: ۱/ ۱۳۰ دیوبند)

عیدین پر مبارکباد کہنا

ایک حدیث میں ہے کہ عید کی نماز کے بعد جب لوگ آپس میں ملیں تو ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو اس طرح دعا دیں:

تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ۔ (مجمع الزوائد: ۳۲۵۵)

اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری عبادتوں کو قبول فرمائے۔

اس لیے دعا کے طور پر عیدین میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینا جائز

ہے۔ والتھنية يتقبل اللّٰه منا و منكم لا تنكر۔ (در مختار: ۳/ ۴۹) لیکن اگر اسے عید کی سنت سمجھ کر بولا جائے تو علماء فرماتے ہیں ’’شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں، اور عوام میں اس کا ایسا ہی التزام ہونے لگا ہے، اس لیے ایسے حالات میں مکروہ ہے اور اگر اسے ثواب بھی سمجھا جاتا ہو تو شریعت میں زیادتی اور بدعت ہونے کی وجہ سے سخت گناہ ہے۔‘‘

قال ابن الحاج فی المدخل: قد اختلف علماؤنا ؒ فی قول الرجل لأخيه يوم العيد: تقبل اللّٰه منا ومنك، و غفر لنا ولك؛ على أربعة اقوال: جائز، بأنه قول حسن، مكروه، لأنه من فعل اليهود، مندوب اليه لأنه دعاء المؤمن لأخيه مستحب، الرابع لا يبتدئى به وان قال له أحد ردّ عليه مثله، اذا كان اختلافهم فی هذا الدعاء الحسن مع تقدم حدوثه فما بالك بقول القائل عيد مبارك مجرداً عن تلك الالفاظ مع أنه متأخرالحدوث فمن باب اولیٰ ان يكرهوه وهو مثل قولهم يوم مبارك وليلة مباركة و صبحك اللّٰه بالخير و مساك اللّٰه بالخير وقد كره العلماء رحمهم اللّٰه تعالیٰ كل ذلك ـ (المدخل: ۲/ ۲۹۵ كما فی احسن الفتاویٰ: ۱/ ۳۸۳ بتصرف)

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے اس مسئلہ کو اور بہت سے دلائل سے

مدلل کیا اور اخیر میں تحریر فرمایا ہے:

حاصل یہ کہ دعا تقبل اللّٰہ منا و منك کے ثبوت و جواز میں اختلاف ہے، ثبوت راجح ہے، اس پر قیاس کر کے جواز کا قول کیا گیا ہے۔ اس لیے ان الفاظِ مخصوصہ کی تعیین اور ایسا التزام کہ (اس پر) حکمِ شرع ہونے کا اشتباہ ہو، مکروہ ہے۔ اسی لیے علماء و صلحاء کا تعامل نہیں، مطلق دعا جائز و مستحسن ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۱/ ۳۸۴)

عیدی کا لین دین

ہمارے معاشرے میں عیدی کا لین دین بھی بہت رواج پا گیا ہے، جب کہ یہ امر مندرجہ ذیل فسادات کی وجہ سے ناجائز ہے:

(۱) فخر و نمود،

(۲) عموماً مبادلہ (ادل-بدل) کی نیت ہونا،

(۳) دینے والے کی نیت عوض لینے کی نہ ہو تو بھی جس کے بچوں کو عیدی دی جاتی ہے، وہ اس کو اپنے اوپر بوجھ محسوس کرتا ہے اور اس کا عوض دینا ضروری سمجھتا ہے،

(۴) معاوضہ کی ناجائز رسم کی تائید و ترویج،

(۵) دیکھنے سننے والوں کے لیے ناجائز رسم کے ارتکاب کی بدگمانی و مظنۂ

تہمت،

(٦) بچوں کے دلوں میں مال کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۷) یہ بھی مشاہدہ ہے کہ عقل وشعور کے پختہ ہونے سے قبل، ضرورت سے زیادہ پیسے ملنے کی صورت میں، بچوں کی جانب سے، اس کا غلط بلکہ ناجائز استعمال بھی ہوتا ہے۔

اس لیے اپنے بچوں کو بھی پیسے ہرگز نہ دیے جائیں۔ بچوں کو پیسے دے کر ان کی دنیا و آخرت تباہ کرنے کی بجائے ان کو صدقہ و خیرات اور امورِ دین پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی ترغیب دیتے رہنا لازم ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ۸/ ۱۴۸)

عید میں کافر کو ہدیہ دینا

عید کے موقع پر غیر مسلم جاننے والوں کو ہدیہ، تحائف دینے سے متعلق بعض لوگ بڑی پس و پیش میں رہتے ہیں، جب کہ یہ جائز ہے۔ حضرت مولانا عبد الحیٔ لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

محض (انسانی) محبت اور دوستی کی وجہ سے دے، تو کوئی حرج نہیں الخ۔

(مجموعہ فتاویٰ مولانا عبد الحئی: ۴۰۹، اردو)

عید کارڈ کا حکم

آج کل لوگوں میں عید وغیرہ کے موقعے سے کچھ خوبصورت کارڈز وغیرہ لینے دینے کا معاملہ کافی شائع ہو گیا ہے، اب ظاہر ہے کہ اس کا وجود قرونِ ثلاثہ میں تو کیا دو ایک صدی پہلے ملنا بھی دشوار ہے، اسی لیے اس کے جواز کے متعلق اہلِ علم نے مختلف آراء اختیار کی ہیں، لیکن اگر بہ غور دیکھا جائے تو اس پر ان حضرات کا اتفاق ہے، کہ محض نمود ونمائش کے لیے اس قسم کے کارڈز وغیرہ لینا دینا جائز نہیں، فضول خرچی کا گناہ اس پر مستزاد ہے، البتہ اگر کسی کا دل خوش کرنا مقصود ہو تو گنجائش ہے، بلکہ ثواب کی امید ہے، البتہ بہت مہنگے کارڈز وغیرہ خریدنا واقعی اسراف ہوگا۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ تو معلوم نہیں کہ عید کارڈ کی رسم کب سے جاری ہوئی، مگر اس کے فضول اور بے جا اسراف ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۲/ ۵۲۶ جدید)

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مصارف کے پانچ درجات ہیں:

(۱) **ضرورت**: جو لازمِ زندگی میں سے ہو، اس کے نہ ہونے سے ضرر لاحق ہو؛ جیسے: بقدر کفایت طعام وغیرہ۔ (۲) **حاجت**: جس کے نہ ہونے سے

ضرر تو نہ ہو، مگر گزارہ مشکل ہو؛ جیسے: قدرِ کفایت سے زائد حاجات میں کام آنے والی اشیاء۔ (۳) **آسائش**: حاجت سے زائد آرام وراحت کی اشیاء۔ (۴) **آرائش وزیبائش**: صرف زیب وزینت کی اشیاء۔ (۵) **نمائش**: جس سے فخر ونمود مقصود ہو۔

ضرورت پر خرچ کرنا فرض ہے اور حاجت، آسائش وزیبائش پر خرچ کرنا جائز ہے، بہ شرط یہ کہ اسراف نہ ہو۔ اسراف یہ ہے کہ بلا ضرورت آمدن سے زائد خرچ کرے۔ نمائش کے لیے خرچ کرنا حرام ہے۔ زیبائش اور نمائش فعلِ قلب کی قبیل سے ہیں، دونوں میں فرق صرف نیت سے ہوتا ہے، اس لیے بلا وجہ کسی پر نمائش کا حکم لگانا صحیح نہیں۔ عید کارڈ سے اگر فخر ونمود مقصود ہو تو بلا شبہ ناجائز ہے اور اگر اس سے محض زیب وزینت اور دوسرے کا دل خوش کرنا مقصود ہو، تو یہ آرائش وزیبائش میں داخل ہے، جو بلا شبہ جائز ہے، بلکہ القاء السرور فی قلب المؤمن کے تحت باعثِ ثواب ہے۔ اس کی کئی مثالیں، مثلاً: گلدستہ، سینری، خوبصورت پیڈ، خوبصورت پھولدار لفافہ...... اس قسم کی زینت کی چیزیں بالاتفاق جائز اور علماء وصلحاء کے ہاں بھی عام رائج ہیں، تو عید کارڈ کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (احسن الفتاویٰ: ۸/۱۴۸-۱۴۷)

اللّٰهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

مؤلف کی دیگر تالیفات

(۱) تعلیمِ اسلام

(۲) شبِ محمود

(۳) صومِ محمود

(٤) نمازِ محمود

(٥) تجویدِ محمّدی

(٦) ایمان و اسلام

(۷) استویٰ علی العرش

(۸) وحدۃ الجود کی حقیقت

(۹) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ : حیات و تعلیمات (مختصر)

(۱۰) سیرۃ رسولﷺ (ایك نظر میں)

(۱۱) تلاوتِ قرآن کریم کے فضائل و مسائل

(۱۲) ایامِ قربانیکی صحیح تعداد

(۱۳) قربانی محض سنت نهیں، واجب هے

(۱٤) نماز میں هاتھ باندهنے کی صحیح جگه

(۱٥) حج کی ادائیگی میں تاخیر جائز نهیں ۰۰۰۰۰۰۰۰